زیرنظر کتاب کے سرورق سے قاری یہ تاثر لیتا ہے کہ اقبال کے انتقال کے ۷۹ سال بعد نثرِ اقبال پر شائع ہونے والی یہ کتاب (مکاتیب اقبال کو منہا کر کے) ان کی نثر اُردو کی جامع ہوگی، مگر یہ کتاب ان کی کُل ۱۲ تحریروں پر مشتمل ہے۔ جن میں سے پانچ تو ان کے دیباچے ہیں اور باقی سات چھوٹے بڑے نثر پارے۔ سوال یہ ہے کہ کیا واقعی اردو میں اقبال کا اتنا ہی نثری ذخیرہ ہے؟

شاکر صاحب نے ہر تحریر کا پس منظر واضح کیا ہے اور بڑی محنت سے ہر تحریر کی مختلف اشاعتوں کے گوشوارے مرتب کر کے اختلافاتِ متن کی نشان دہی بھی کی ہے، مگر یہ نہیں بتایا کہ کون سا متن قابلِ ترجیح ہے؟ اور کسے نسبتاً صحیح سمجھا جائے۔

کتاب کی تدوین اور حواشی تعلیقات کے لیے ڈاکٹر خالد ندیم نے خاصی محنت کر کے کتاب کو وقیع بنا دیا ہے۔ فکرِ اقبال کی تفہیم میں یہ کتاب معاونت کر سکتی ہے۔ (سلیم منصور خالد)

جہدِ مسلسل، حصّہ اوّل، تالیف: محمود عالم صدیقی۔ ناشر: زیک بکس، دکان نمبر ۳-۴، مدینہ اپارٹمنٹ، پلاٹ نمبر ۱۳-بی، بلاک ۲، بی، ناظم آباد ۲، کراچی۔ فون: ۰۲۱-۳۶۶۰۴۰۵۲۔ صفحات: ۶۴۸، قیمت: ۹۰۰ روپے۔

زیرنظر کتاب کا موضوع جماعت اسلامی پاکستان کی تاریخ ہے اور یہ مجموعہ اس سلسلے کے پہلے حصّے پر مشتمل ہے، جس میں مولانا مودودی کے دورِ امارت کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔

تاریخ نگاری کے کئی درجے اور متعدد پیمانے ہیں۔ کوئی فرد اپنے مشاہدات کی بنیاد پر وقائع لکھ کر تبصرہ کرتا ہے۔ کوئی محض واقعات کو اپنے ذوق کی مناسبت سے مرتب کر دیتا ہے۔ کوئی فرد اُس زمانے کے سیاسی و سماجی احوال کی روشنی میں واقعات و حوادث کو درج کر کے انھیں امتزاج اور تجزیے کی سان پر پرکھتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

زیرنظر کتاب تاریخ نگاری کی دوسری قسم پر مشتمل ہے۔ ۱۹۴۷ء تک کی تاریخ جماعتِ اسلامی کو اسعد گیلانی، آباد شاہ پوری اور چودھری غلام محمد مرحوم نے بخوبی موضوعِ سخن بنایا ہے، جب کہ اس کتاب میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۲ء تک کے واقعات اور معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چیدہ چیدہ واقعات کو گرد و پیش کی صورتِ حال کے پس منظر کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ہرچند کہ معلومات کو یک جا کرنے میں محنت کی گئی ہے لیکن تجزیاتی مطالعے اور امتزاج کی تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

پیش کش کو زیادہ بہتر بنانے کی گنجایش موجود ہے۔ تاہم، جماعت اسلامی کراچی مبارک باد کی مستحق ہے کہ متعدد تحقیقی اداروں کی موجودگی کے باوجود اس کی سرپرستی سے یہ منصوبہ رُوبہ عمل آیا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ جناب سیّد منورحسن نے تحریر فرمایا ہے۔ (سلیم منصور خالد)

دارالعلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت، مرتبہ: انعام الرحمٰن شانگلوی، محمد اسرار مدنی۔ ناشر: مکتبہ حقانیہ، جی ٹی روڈ، اکوڑہ خٹک (کے پی کے)۔ برقی پتا: editor_alhaq@yahoo.com۔ صفحات: ۶۱۰۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

برطانوی سامراج نے غلام ہندستان میں جہاں بہت سے فتنوں کو ہوا دی، وہیں ایک بڑا فتنہ قادیانیت کی صورت میں کاشت کیا۔ علماے حق نے ابتدا ہی میں اسے پہچان لیا اور علمی و مکالماتی سطح پر مقدور بھر اس کا رد بھی کیا۔ تحفظ ختم نبوت کے اس شعور نے علما کے ساتھ جدید تعلیم یافتہ دانش وروں کی غیرت دینی کو بھی بیدار کیا۔ جن میں نمایاں ترین نام علامہ محمد اقبال کا ہے، جنھوں نے فیصلہ کن انداز میں جعلی نبوت کی تردید فرمائی۔

زیرنظر کتاب اس اعتبار سے ایک مبارک کاوش ہے کہ جس میں شمالی پاکستان (خیبر پختونخوا) کے معروف دارالعلوم کی ان علمی، تحقیقی، مجلسی اور صحافتی سرگرمیوں کو یک جا پیش کر دیا گیا ہے، جن میں ختم نبوت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ہر اہم لمحے کے دوران بروقت گواہی دی گئی۔

کتاب کے سات ابواب میں قادیانیت کی مذہبی، سیاسی اور سازشی حرکات کی مدلل طریقے سے تردید کی گئی ہے اور مثبت انداز سے قوم کی رہنمائی کی گئی ہے کہ وہ اس حساس مسئلے کو کن پہلوؤں سے سمجھیں اور بیدار رہیں۔

زیرنظر کتاب میں بعض ایسی معلومات افزا تفصیلات درج ہیں جن سے آج کے بیش تر قاری ناواقف ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ کیجیے: عوامی نیشنل پارٹی کے لیڈر عبدالولی خاں نے ۱۹۸۵ء میں کہنا شروع کیا کہ ''ہم قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دینے کے حامی نہیں تھے''۔ حالاں کہ ان کا یہ دعویٰ غلط بیانی ہے، کیوں کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے سے متعلق جو ترمیمی بل ستمبر ۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمنٹ میں پاس ہوا، اس پر عبدالولی خاں پارٹی کے نمایندے غلام فاروق خاں صاحب نے پارٹی کی نمایندگی کرتے ہوئے دستخط کیے تھے۔ انگریز حکومت، قادیانیت کی سرپرستی اس نسبت